فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۰۴)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: درج ذیل روایت کی تحقیق درکار ہے؛

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دیہاتی صحابی، سیدنا زاہر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تحائف لایا کرتے تھے۔ جب وہ واپس جانے لگتے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی انہیں سامان عنایت فرما دیتے۔ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زاہر ہمارا دیہاتی ہے اور ہم اس کے شہری ہیں۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ مزید بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بڑی محبت کیا کرتے تھے، وہ اتنے خوش شکل نہیں تھے۔

أَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا، وَهُوَ يَبِيعُ مَتَاعَهٗ، فَاحْتَضَنَهٗ مِنْ خَلْفِهٖ وَهُوَ لَا يُبْصِرُهٗ، فَقَالَ : مَنْ هٰذَا؟ أَرْسِلْنِي، فَالْتَفَتَ فَعَرَفَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَعَلَ لَا يَأْلُو مَا أَلْصَقَ ظَهْرَهٗ بِصَدْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ عَرَفَهٗ .

''ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے۔ وہ اس وقت بازار میں سامان بیچ رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پیچھے سے اس طرح بغل گیر ہوئے کہ وہ آپ کو دیکھ نہیں سکتے تھے۔ انہوں نے کہا: کون ہے؟ مجھے چھوڑ دو۔ پھر جب انہوں نے مڑ کر دیکھا کہ آپ ہیں تو (عقیدت و محبت کے ساتھ)

اپنی پیٹھ کو آپ کے سینۂ اقدس سے (تبرک کے لیے) مَلنا شروع کر دیا۔''

(شمائل التّرمذي : 240، مسند الإمام أحمد : 161/3، مسند أبي يعلٰى : 3454)

(جواب): سند ضعیف ہے۔ معمر بن راشد کی روایت ثابت بنانی سے ضعیف و مضطرب ہوتی ہے۔ یہ روایت بھی معمر عن ثابت ہے، لہٰذا ضعیف ہے۔

(سوال): مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن زید بن عبدربہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

حَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهٗ فِي ثَوْبِهٖ، فَأَعْطَاهُ، فَقَسَمَ مِنْهُ عَلٰى رِجَالٍ، وَقَلَّمَ أَظْفَارَهٗ، فَأَعْطَاهُ صَاحِبَهٗ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بال مبارک منڈوا کر ایک کپڑے میں رکھ لیے اور وہ ایک قرشی آدمی کو عنایت کر دیئے۔ اس میں سے چند بال کچھ لوگوں کو عطا فرمائے، پھر اپنے مبارک ناخن تراش کر اس کے ساتھی کو عنایت کر دیئے۔''

(مسندالإمام أحمد : 42/4)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (2932) امام ابوعوانہ رحمہ اللہ (3248) نے ''صحیح''، جبکہ امام حاکم رحمہ اللہ (648/1) نے امام بخاری اور امام مسلم کی شرط پر ''صحیح'' قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

(جواب): سند ضعیف ہے، یحییٰ بن ابی کثیر مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

(سوال): مندرجہ ذیل روایت بلحاظ سند کیسی ہے؟

❁ سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ سَمِعَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الشَّامِ، وَهُوَ يَسْأَلُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنِ

التَّمَتُّعِ بِالعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ : هِيَ حَلَالٌ، فَقَالَ الشَّامِيُّ : إِنَّ أَبَاكَ قَدْ نَهٰى عَنْهَا، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ : أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ أَبِي نَهٰى عَنْهَا وَصَنَعَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَأَمْرَ أَبِي نَتَّبِعُ؟ أَمْ أَمْرَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟، فَقَالَ الرَّجُلُ : بَلْ أَمْرَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ : لَقَدْ صَنَعَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''آپ رحمہ اللہ نے ایک شامی شخص کو دیکھا، وہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حج تمتع کے بارے میں پوچھ رہا تھا، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حج تمتع جائز ہے۔ شامی نے کہا: آپ کے والد گرامی (سیدنا عمر رضی اللہ عنہ) اس سے منع کرتے ہیں، تو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے پوچھا: تمہارا کیا خیال ہے، اگر ایک کام سے مجھے میرے والد منع کریں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی کام کیا ہو، تو ہم اپنے والد کا حکم مانیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا؟ اس نے جواب دیا: یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانیں گے۔ فرمایا: یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ ایک ساتھ ادا فرمایا ہے۔''

(سنن التّرمذي : 824)

جواب: سند ضعیف ہے، زہری مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

سوال: درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے بارے میں ہے:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى أُمِّ سُلَيْمٍ، وَفِي

الْبَيْتِ قِرْبَةٌ مُّعَلَّقَةٌ، فَشَرِبَ مِنْ فِيهَا وَهُوَ قَائِمٌ، قَالَ : فَقَطَعَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ فَمَ الْقِرْبَةِ، فَهُوَ عِنْدَنَا .

''نبی کریم ﷺ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لائے۔ان کے گھر میں ایک مشکیزہ لٹکا ہوا تھا۔آپ ﷺ نے اس کے منہ سے کھڑے ہو کر پانی پیا۔امِ سلیم رضی اللہ عنہا نے (تبرکاً) مشکیزے کا منہ کاٹ لیا، جو کہ اب بھی ہمارے پاس موجود ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 431/6، الشّمائل المُحمدية للتّرمذي : 215، المنتقي لابن الجارود : 868، مسند الحارث : 1190)

(جواب): سند ضعیف ہے۔عبد الکریم بن مالک جزری نے براء بن زید سے سماع نہیں کیا۔

❁ امام علی بن مدینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَبْدُ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيُّ لَمْ يَسْمَعْ مِنَ الْبَرَّاءِ .

''عبد الکریم جزری نے براء سے سماع نہیں کیا۔''

(المَراسيل لابن أبي حاتم : 134، وسندهٗ صحيحٌ)

فائدہ:

❁ سنن ابن ماجہ (3423) میں یہ الفاظ ہیں:

تَبْتَغِي بَرَكَةَ مَوْضِعِ فِي رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''سیدہ امِ سلیم رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کے منہ لگانے والی جگہ سے برکت حاصل کرنا چاہتی تھیں۔''

❁ معجم کبیر طبرانی (15/25) میں یہ الفاظ ہیں:

اَلْتَمِسُ الْبَرَكَةَ بِذٰلِكَ .

''مجھے اس کے ذریعے برکت حاصل کرنے کی خواہش تھی۔''

یہ دونوں الفاظ سفیان بن عیینہ کے عنعنہ کی وجہ سے ''ضعیف'' ہیں۔

(سوال): مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الْأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدٌ؛ إِلَّا الْحَمَّامَ وَالْمَقْبَرَةَ .

''حمام اور قبرستان کے علاوہ ساری کی ساری زمین مسجد ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 96/3، سنن أبي داوٗد : 492)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (791)، امام ابن حبان رحمہ اللہ (1699) اور امام حاکم رحمہ اللہ (251/1) نے ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے

(جواب): سند ضعیف و مضطرب ہے۔ اس حدیث کا مرسل ہونا ہی راجح ہے۔

(سوال): مندرجہ ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ قبیصہ بن ذؤیب رحمہ اللہ سے مروی ہے:

''ایک دادی/نانی سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس اپنی میراث کے متعلق دریافت کرنے آئیں، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کتاب اللہ میں تو آپ کا کوئی حصہ مذکور نہیں ہے اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے مجھے آپ کا حصہ معلوم ہے، واپس چلی جائیں، میں لوگوں سے اس بارے میں پوچھوں گا، چنانچہ آپ نے لوگوں سے پوچھا، سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

پاس موجود تھا، آپ نے اسے (جدہ کو) چھٹا حصہ عطا کیا تھا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: کیا آپ کے ساتھ کوئی اور بھی (گواہ) ہے؟ تو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر وہی بات کی، جو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہی تھی۔ چنانچہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس بارے یہ حکم نافذ کر دیا۔ پھر دوسری دادی / نانی سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اپنی میراث کے متعلق دریافت کرنے آئیں، تو انہوں نے فرمایا: اللہ کی کتاب میں تو آپ کے لیے کچھ بھی نہیں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو فیصلہ ہمیں پہنچا ہے، وہ آپ کے متعلق نہیں ہے، نیز میں فرائض میں اپنی طرف سے کچھ نہیں بڑھا سکتا اور آپ کا چھٹا حصہ ہے، اگر آپ دونوں موجود ہوں، تو وہ آپ دونوں کے درمیان تقسیم ہوگا اور اگر آپ میں سے کوئی اکیلی ہوگی، تو وہ چھٹا حصہ اسی کا ہی ہوگا۔''

(موطأ الإمام مالك : 513/2، سنن أبي داوٗد : 2894، سنن التّرمذي : 2101، سنن ابن ماجه : 2724)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح''، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۶۰۳۱) نے ''صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ (۳۳۸/۴) نے امام بخاری رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے، حافظ بغوی رحمہ اللہ (شرح السنۃ: ۲۲۲۱) نے ''حسن'' کہا ہے۔

جواب: سند ضعیف و منقطع ہے۔

① زہری مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

② قبیصہ بن ذؤیب اس واقعہ کے شاہد نہیں، لہٰذا مرسل ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''مرسل'' اور ''منقطع'' کہا ہے۔

(التاریخ الکبیر : 212/6)

✿ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ بھی اس روایت کو مرسل قرار دیتے ہیں۔

(التّلخیص الحبیر : 82/3، ح : 1349)

❀ امام ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰی أَنَّ لِلْجَدَّةِ السُّدُسَ إِذَا لَمْ یَکُنْ لِلْمَیِّتِ أُمٌّ .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ جب میت کی ماں زندہ نہ ہو، تو دادی کو میراث میں چھٹا حصہ ملے گا۔''

(الإجماع : 304)

سوال: نماز جنازہ میں دیر سے شامل ہونے والا کیا کرے؟

جواب: اگر کوئی شخص نمازِ جنازہ میں شریک ہوا، جب کہ امام کچھ تکبیریں ادا کر چکا تھا، اب وہ کیا کرے گا؟

تو عرض ہے کہ وہ امام کے ساتھ جنازہ کا جو حصہ پائے، ادا کر لے۔ امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی بقیہ تکبیریں مکمل کر لے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا أُقِیمَتِ الصَّلَاةُ، فَلَا تَأْتُوهَا تَسْعَوْنَ، وَأْتُوهَا تَمْشُونَ، وَعَلَیْکُمُ السَّکِینَةُ، فَمَا أَدْرَکْتُمْ فَصَلُّوا، وَمَا فَاتَکُمْ فَأَتِمُّوا .

''جب نماز کی اقامت کہہ دی جائے، تو آپ دوڑ کر مت آئیں، بل کہ سکون اور وقار کے ساتھ چل کر آئیں۔ جو مل جائے، ادا کر لیں اور جو رہ جائے، بعد

میں مکمل کرلیں۔''

(صحيح البخاري : 908، صحيح مسلم : 602)

❁ سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

مَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا، وَمَا سَبَقَكُمْ فَأَتِمُّوا .

''جو جماعت کے ساتھ مل جائے، پڑھ لیں اور جو رہ جائے، اسے بعد میں مکمل کرلیں۔''

(صحيح البخاري : 635، صحيح مسلم : 603، واللّفظ لهٗ)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلَاةِ، فَلْيَمْشِ عَلٰى هِينَتِهٖ، فَلْيُصَلِّ مَا أَدْرَكَ، وَلْيَقْضِ مَا سُبِقَهٗ .

''نماز کے لیے آنے والے کو سکون واطمینان سے چلنا چاہیے، لہٰذا اسے چاہیے کہ جو جماعت سے مل جائے، ادا کرلے اور جو رہ جائے، بعد میں مکمل کرلے۔''

(مسند الإمام أحمد : 106/3، مسند أبي يعلى : 3814، وسندهٗ صحيحٌ)

ان احادیث کے عموم کا تقاضا ہے کہ جو نماز جنازہ میں امام کے ساتھ پالے وہ ادا کرے اور جو رہ جائے، بعد میں پوری کرلے۔

(سوال): نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز وتکفین کس نے کی؟

(جواب): خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل آپ کے اہل بیت نے دیا۔ یہ کہنا نامناسب ہے کہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل اور کفن ودفن میں شریک نہیں ہوئے تھے، کیونکہ سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما سمجھتے تھے کہ نبی

کریم ﷺ کو غسل دینے کا زیادہ حق آپ کے خونی رشتہ داروں کو حاصل ہے، اس لیے وہ خود پیچھے رہے، اس کے علاوہ کوئی وجہ نہ تھی۔

❁ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

عِنْدَكُمْ صَاحِبُكُمْ يَأْمُرُهُمْ أَنْ يَغْسِلُوهُ بَنُو أَبِيهِ .

''نبی کریم ﷺ کی تجہیز و تکفین آپ کے سپرد ہے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا کہ نبی کریم ﷺ کو غسل آپ کے خونی رشتہ دار ہی دیں۔''

(الأوسط لابن المنذر : 324/5، ح : 2934، وسندهٗ حسنٌ)

❁ سیدنا سالم بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قَالُوا : يَا صَاحِبَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَمَاتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟ قَالَ : نَعَمْ، قَالَ : فَعَلِمُوا أَنَّهٗ كَمَا قَالَ، قَالُوا : يَا صَاحِبَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : هَلْ نُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ : نَعَمْ، قَالُوا : وَكَيْفَ يُصَلّٰى عَلَيْهِ؟ قَالَ : يَدْخُلُ قَوْمٌ فَيُكَبِّرُونَ وَيَدْعُونَ، ثُمَّ يَخْرُجُونَ، وَيَجِيءُ آخَرُونَ، قَالُوا : يَا صَاحِبَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، هَلْ يُدْفَنُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ : نَعَمْ، قَالُوا : وَأَيْنَ يُدْفَنُ؟ قَالَ : فِي الْمَكَانِ الَّتِي قَبَضَ اللّٰهُ فِيهَا رُوحَهٗ .

''صحابہ کرام نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ کے ساتھی! کیا

رسول اللہ ﷺ وفات پا چکے ہیں؟ فرمایا: جی ہاں! لوگوں نے یقین کرلیا۔ پھر صحابہ کرام نے پوچھا: رسول اللہ ﷺ کے صحابی! کیا رسول اللہ ﷺ کا جنازہ پڑھا جائے گا؟ فرمایا: جی ہاں! صحابہ کرام نے پوچھا: ہم آپ ﷺ کی نماز جنازہ کیسے ادا کریں؟ فرمایا: کچھ لوگ اندر (حجرہ میں) داخل ہوں، تکبیریں پڑھیں اور دعا کریں۔ پھر وہ باہر آ جائیں اور دوسرے لوگ جائیں۔ صحابہ کرام نے پوچھا: رسول اللہ ﷺ کے صحابی! کیا رسول اللہ ﷺ کی تدفین بھی ہوگی؟ فرمایا: جی ہاں۔ صحابہ کرام نے پوچھا: رسول ﷺ کی تدفین کہاں ہو گی؟ فرمایا: جہاں رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی۔''

(سنن ابن ماجه : 1234، شمائل التّرمذي : 396، مسند عبد بن حميد : 365، المُعجم الكبير للطّبراني : 65/7، دلائل النُّبوّة للبيهقي : 299/7، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (1514، 1624) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❀ حافظ بوصیری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

هٰذَا إِسْنَادٌ صَحِيْحٌ، رِجَالُهٗ ثِقَاتٌ .

''یہ سند صحیح ہے اور اس کے سارے راوی ثقہ ہیں۔''

(مِصباح الزُّجاجة : 146/1، ح : 1234)

❀ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

رِجَالُهٗ ثِقَاتٌ . ''اس کے راوی ثقہ ہیں۔'' (مجمع الزّوائد : 183/5)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ، لٰكِنَّهٗ مَوْقُوْفٌ .

''اس کی سند صحیح ہے، البتہ یہ قول صحابی ہے۔'' (فتح الباري :523/1)

تنبیہ:

❁ عروہ بن زبیر رحمہ اللہ سے منسوب ہے:

إِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ لَمْ يَشْهَدَا دَفْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : كَانَا فِي الْأَنْصَارِ فَدُفِنَ قَبْلَ أَنْ يَرْجِعَا .

''سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین میں شریک نہیں ہوئے، وہ قبیلہ انصار میں موجود تھے، ان کے لوٹنے سے پہلے ہی تدفین ہو چکی تھی۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : ٤٣٢/٧)

سند ضعیف ہے۔ عروہ بن زبیر رحمہ اللہ نے سیدنا ابوبکر و سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کا زمانہ نہیں پایا۔ لہٰذا روایت منقطع ہے۔

(سوال): امام ترمذی رحمہ اللہ کے عقائد و منہج کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

(جواب): امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ ترمذی رحمہ اللہ (۲۷۹ھ) ائمہ سلف میں سے ہیں، اہل السنہ کے یہاں آپ کا بڑا مقام ہے، آپ کی امامت وجلالت، حافظہ اور اتقان پر اتفاق ہے۔ حدیث، علل حدیث، فقہ الحدیث، اسماء الرجال اور تحقیق حدیث وغیرہ علوم میں آپ کی گراں قدر خدمات ہیں، سنن ترمذی آپ کی انتہائی اہم کتاب ہے، اس میں جہاں آپ نے فقہ کے انبار لگا دیئے ہیں، وہاں جا بجا عقیدہ توحید کا بھی ذکر کیا ہے، ملاحظہ ہو:

① صفات باری تعالیٰ:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِّنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ، وَلَا يَصْعَدُ إِلَى اللّٰهِ إِلَّا الطَّيِّبُ، فَإِنَّ اللّٰهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِينِهٖ، ثُمَّ يُرَبِّيهَا لِصَاحِبِهٖ، كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فُلُوَّهٗ، حَتّٰى تَكُونَ مِثْلَ الْجَبَلِ .

''جو شخص حلال کمائی سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کرے، تو اللہ اسے دائیں ہاتھ میں لے کر بڑھاتا ہے، ایسے جیسے کوئی اپنے گھوڑے کے بچے کی پرورش کرتا ہے، پھر وہ صدقہ پہاڑ کی مانند ہو جاتا ہے۔ یاد رہے کہ پاکیزہ مال کا صدقہ ہی اللہ کی طرف چڑھتا ہے۔''

(صحيح البخاري : 7430، صحيح مسلم : 1014، سنن الترمذي : 662)

امام ترمذی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

قَدْ قَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ وَمَا يُشْبِهُ هٰذَا مِنَ الرِّوَايَاتِ مِنَ الصِّفَاتِ وَنُزُولِ الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، قَالُوا : قَدْ تَثْبُتُ الرِّوَايَاتُ فِي هٰذَا، وَيُؤْمَنُ بِهَا، وَلَا يُتَوَهَّمُ، وَلَا يُقَالُ : كَيْفَ؟ هٰكَذَا رُوِيَ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَسُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ أَنَّهُمْ قَالُوا فِي هٰذِهِ الْأَحَادِيثِ : أَمِرُّوهَا بِلَا كَيْفٍ، هٰكَذَا قَوْلُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، وَأَمَّا الْجَهْمِيَّةِ فَأَنْكَرَتْ هٰذِهِ الرِّوَايَاتِ، وَقَالُوا : هٰذَا تَشْبِيهٌ، وَقَدْ ذَكَرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي غَيْرِ مَوْضِعٍ مِّنْ كِتَابِهِ الْيَدَ وَالسَّمْعَ وَالبَصَرَ، فَتَأَوَّلَتِ

الْجَهْمِيَّةُ هٰذِهِ الْآيَاتِ فَفَسَّرُوهَا عَلٰى غَيْرِ مَا فَسَّرَ أَهْلُ الْعِلْمِ، وَقَالُوا : إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَخْلُقْ آدَمَ بِيَدِهٖ، وَقَالُوا : إِنَّ مَعْنَى الْيَدِ هَاهُنَا الْقُوَّةُ، وقَالَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ : إِنَّمَا يَكُونُ التَّشْبِيهُ إِذَا قَالَ : يَدٌ كَيَدٍ، أَوْ مِثْلُ يَدٍ، أَوْ سَمْعٌ كَسَمْعٍ، أَوْ مِثْلُ سَمْعٍ، فَإِذَا قَالَ : سَمْعٌ كَسَمْعٍ، أَوْ مِثْلُ سَمْعٍ، فَهٰذَا التَّشْبِيهُ، وَأَمَّا إِذَا قَالَ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَدٌ، وَسَمْعٌ، وَبَصَرٌ، وَلَا يَقُولُ كَيْفَ، وَلَا يَقُولُ مِثْلُ سَمْعٍ، وَلَا كَسَمْعٍ، فَهَذَا لَا يَكُونُ تَشْبِيهًا، وَهُوَ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي كِتَابِهٖ : ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ .

''بہت سے اہل علم نے اس حدیث کے متعلق اورصفات باری تعالیٰ اور ہر رات اللہ تعالیٰ کے نزول وغیرہ پر مشتمل دیگر احادیث کی بابت فرمایا ہے کہ ان تمام روایات کو ثابت سمجھا جائے، ان پر ایمان لایا جائے، وہم نہ کیا جائے اور ان کی کیفیت کے بارے میں سوال نہ کیا جائے۔ امام مالک بن انس، امام سفیان بن عیینہ اور امام عبداللہ بن مبارک رحمہم اللہ سے یہی منقول ہے، انہوں نے ان صفات والی احادیث کے بارے میں فرمایا: ان کو تسلیم کریں، کیفیت بیان نہ کریں۔ علمائے اہل سنت والجماعت کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ جہمیہ نے ان روایات کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ (صفات الٰہی کا اثبات) تو (خالق کی مخلوق کے ساتھ) تشبیہ دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں کئی مقامات پر

ہاتھ، سمع وبصر کا ذکر کیا ہے، جہمیہ نے ان آیات کی تاویل کرتے ہوئے ان کی تفسیر اہل علم کی تفسیر کے برعکس بیان کی، ان کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھ سے پیدا نہیں کیا۔ کہتے ہیں کہ یہاں ''ید'' (ہاتھ) سے مراد قوت ہے۔ امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تشبیہ تب بنے گی، جب کوئی کہے کہ اللہ کا ہاتھ ہمارے ہاتھ کی طرح یا مثل ہے، یا اس کا سننا ہمارے سننے کی طرح یا مثل ہے۔ اگر کوئی کہے کہ اللہ کا سننا ہمارے سننے کی طرح یا مثل ہے، تو یہ تشبیہ ہوگی، لیکن جب ویسا ہی کہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ہاتھ، سمع، بصر۔ اور کیفیت کا ذکر نہ کرے اور نہ کسی کے سمع سے مشابہت یا مماثلت کرے، تو یہ تشبیہ نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی شان اپنی کتاب میں یوں بیان فرمائی ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ ''اس کی مثل کوئی چیز نہیں، وہ خوب سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔''

② نزول باری تعالیٰ:

امام رحمہ اللہ حدیث نزول باری تعالیٰ پر یوں باب قائم کرتے ہیں:

بَابُ مَا جَاءَ فِي نُزُولِ الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا كُلَّ لَيْلَةٍ .

''اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہر رات آسمان دنیا کی طرف نزول کا بیان۔''

(سنن الترمذي، قبل الحديث : 446)

③ رؤیت باری تعالیٰ:

دیدارالٰہی کے بارے میں فرماتے ہیں:

إِنَّ الْجَهْمِيَّةَ يُنْكِرُونَ هٰذَا .

''جہمیہ رؤیت باری تعالیٰ کا انکار کرتے ہیں۔''

(سنن الترمذي، تحت الحديث : 2415)

نیز فرماتے ہیں:

قَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِوَايَاتٌ كَثِيرَةٌ مِثْلُ هٰذَا مَا يُذْكَرُ فِيهِ أَمْرُ الرُّؤْيَةِ : أَنَّ النَّاسَ يَرَوْنَ رَبَّهُمْ وَذِكْرُ الْقَدَمِ وَمَا أَشْبَهَ هٰذِهِ الْأَشْيَاءَ، وَالْمَذْهَبُ فِي هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ الْأَئِمَّةِ مِثْلِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَّسُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ، وَابْنِ الْمُبَارَكِ، وَوَكِيعٍ، وَغَيْرِهِمْ أَنَّهُمْ رَوَوْا هٰذِهِ الْأَشْيَاءَ ثُمَّ قَالُوا : تُرْوٰى هٰذِهِ الْأَحَادِيثُ وَنُؤْمِنُ بِهَا، وَلَا يُقَالُ : كَيْفَ؟ وَهٰذَا الَّذِي اخْتَارَهُ أَهْلُ الْحَدِيثِ أَنْ يَّرْوَوْا هٰذِهِ الْأَشْيَاءَ كَمَا جَاءَ تْ، وَيُؤْمَنُ بِهَا وَلَا تُفَسَّرُ وَلَا يُتَوَهَّمُ وَلَا يُقَالُ : كَيْفَ؟ وَهٰذَا أَمْرُ أَهْلِ الْعِلْمِ الَّذِي اخْتَارُوهُ وَذَهَبُوا إِلَيْهِ .

''نبی کریم ﷺ سے ایسی کئی روایات مروی ہیں، جن میں رؤیت باری تعالیٰ کا ذکر کیا گیا ہے کہ مومن (روز قیامت) اپنے رب کا دیدار کریں گے۔ ان احادیث میں ''قدم'' وغیرہ کا ذکر بھی ہے۔ ایسی احادیث کے متعلق سفیان بن سعید ثوری، مالک بن انس، سفیان بن عیینہ، عبداللہ بن المبارک اور وکیع بن

جراح رحمہ اللہ وغیرہم اہل علم ائمہ کا مذہب یہ ہے کہ وہ ان احادیث کو بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں: ان احادیث کو بیان کیا جائے گا، ہم ان پر ایمان لاتے ہیں اور کیفیت کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔ محدثین کا مختار مذہب یہی ہے کہ وہ ان احادیث کو من وعن نقل کرتے ہیں، ان پر ایمان لایا جائے گا، ان کی تاویل نہیں کی جائے گی، ان میں وہم نہیں کیا جائے گا اور نہ ان کی کیفیت کا مطالبہ کیا جائے گا۔''

(سنن الترمذي، تحت الحديث : 2558)

④ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ أَنَّكُمْ دَلَّيْتُمْ بِحَبْلٍ إِلَى الْأَرْضِ السُّفْلٰى لَهَبَطَ عَلَى اللّٰهِ .

''اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے! اگر آپ زمین کے نیچے بھی رسی پھینکیں، تو وہ اللہ (کے علم) پر گرے گی۔''

(سنن الترمذي : 3298)

امام رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

فَسَّرَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ هٰذَا الْحَدِيثَ، فَقَالُوا : إِنَّمَا هَبَطَ عَلٰى عِلْمِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ وَسُلْطَانِهِ، عِلْمُ اللّٰهِ وَقُدْرَتُهُ وَسُلْطَانُهُ فِي كُلِّ مَكَانٍ، وَهُوَ عَلَى الْعَرْشِ كَمَا وَصَفَ فِي كِتَابِهِ .

''بعض اہل علم نے اس حدیث کی تفسیر یوں بیان کی ہے کہ وہ (رسی) اللہ کے علم، قدرت اور سلطنت پر گرے گی۔ اللہ کا علم، قدرت اور سلطنت ہر جگہ ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ (کی ذات) عرش پر ہے، جیسا کہ اس نے قرآن پاک میں بیان کیا ہے۔''

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم بلندی پر چڑھتے وقت بآواز بلند اللہ اکبر کہتے تھے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَيُّهَا النَّاسُ، اِرْبِعُوا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ، فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا، إِنَّهٗ مَعَكُمْ، إِنَّهٗ سَمِيعٌ قَرِيبٌ .

''لوگو! تحمل سے کام لیں، آپ کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکار رہے، کیونکہ وہ (اللہ) تمہارے ساتھ ہے اور وہ خوب سننے والا اور قریب ہے۔''

(صحيح البخاري : ٢٩٩٢ ، صحيح مسلم : ٢٧٠٤)

سنن ترمذی (۳۳۷۴، وسندہ صحیح) کے الفاظ ہیں:

إِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَصَمَّ وَلَا غَائِبٍ، هُوَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رُؤُوسِ رِحَالِكُمْ .

''آپ کا رب بہرا یا غائب نہیں ہے، بلکہ وہ آپ اور آپ کی سواریوں کی گردنوں کے مابین ہے۔''

امام ترمذی رحمہ اللہ یہ حدیث بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

مَعْنٰى قَوْلِهٖ : بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رُؤُوسِ رِحَالِكُمْ، إِنَّمَا يَعْنِي عِلْمَهٗ وَقُدْرَتَهٗ .

''اس فرمان نبوی سے مراد یہ ہے کہ اللہ کا علم اور قدرت تمہارے ساتھ ہے۔''

⑤ صفت ید:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَمِينُ الرَّحْمٰنِ مَلْأَى سَحَّاءُ لَا يُغِيضُهَا اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ قَالَ : أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ؟ فَإِنَّهُ لَمْ يَغِضْ مَا فِي يَمِينِهِ، وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ، وَبِيَدِهِ الْأُخْرٰى الْمِيزَانُ يَرْفَعُ وَيَخْفِضُ .

''رحمٰن کا دایاں ہاتھ (خزانوں سے) بھرا ہوا ہے اور مسلسل عطا کرتا رہتا ہے، دن رات (عطا کرنا) بھی اس کے خزانے میں کمی نہیں لاتا، بھلا اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمانوں کی تخلیق سے اب تک کتنا خرچ کر دیا ہے؟ اس سے بھی اللہ تعالیٰ کے دائیں ہاتھ (میں موجود خزانوں) میں کمی نہیں آئی۔ اس کا عرش پانی پر ہے اور دوسرے ہاتھ میں ترازو ہے، جسے وہ بلند کرتا ہے اور جھکاتا ہے۔''

(سنن الترمذي : 3045)

اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ فِي تَفْسِيرِ هٰذِهِ الْآيَةِ : ﴿وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُولَةٌ غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ وَلُعِنُوا بِمَا قَالُوا بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ﴾(المائدة : 64) وَهٰذَا حَدِيثٌ قَدْ رَوَتْهُ الْأَئِمَّةُ، نُؤْمِنُ بِهٖ كَمَا جَاءَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُفَسَّرَ أَوْ يُتَوَهَّمَ، هٰكَذَا قَالَ غَيْرُ

وَاحِدٍ مِّنَ الْأَئِمَّةِ الثَّوْرِيُّ، وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، وَابْنُ عُيَيْنَةَ، وَابْنُ الْمُبَارَكِ : أَنَّهُ تُرْوٰى هٰذِهِ الْأَشْيَاءُ وَيُؤْمَنُ بِهَا وَلَا يُقَالُ كَيْفَ .

''یہ حدیث اس آیت مبارکہ کی تفسیر ہے

:﴿وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُولَةٌ غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ وَلُعِنُوا بِمَا قَالُوا بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ﴾

''یہودیوں نے کہا: اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا، ان کے اپنے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں، اس بات کی وجہ سے ان پر لعنت کی گئی، بلکہ اللہ کے دونوں ہاتھ کھلے ہیں، وہ جیسے چاہتا ہے، خرچ کرتا ہے۔'' اس حدیث کو ائمہ نے بیان کیا ہے، ہم اس پر کوئی تاویل یا وہم کیے بغیر ایمان لاتے ہیں۔ سفیان ثوری، مالک بن انس، سفیان بن عیینہ اور عبد اللہ بن المبارک رحمہم اللہ جیسے کئی ائمہ نے کہا ہے کہ ان احادیث کو بیان کیا جائے گا، ان پر ایمان لایا جائے گا، لیکن کیفیت کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔''

٦ ﴿فَالْيَوْمَ نَنْسَاهُمْ﴾ کی تفسیر:

حدیث (۲۴۲۸) کے تحت لکھتے ہیں:

مَعْنٰى قَوْلِهِ : اَلْيَوْمَ أَنْسَاكَ، يَقُولُ : اَلْيَوْمَ أَتْرُكُكَ فِي الْعَذَابِ، هٰكَذَا فَسَّرُوهُ .

وَقَدْ فَسَّرَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ هٰذِهِ الْآيَةَ : ﴿فَالْيَوْمَ نَنْسَاهُمْ﴾، قَالُوا : إِنَّمَا مَعْنَاهُ الْيَوْمَ نَتْرُكُهُمْ فِي الْعَذَابِ .

''اللہ تعالیٰ کے قول: ''آج میں تجھے بھول جاؤں گا۔'' کا معنی یہ ہے کہ آج میں تجھے عذاب میں مبتلا چھوڑ دوں گا۔ اہل علم نے اس کی یہی تفسیر کی ہے۔

اسی طرح بعض اہل علم نے آیت: ﴿فَالْيَوْمَ نَنْسَاهُمْ﴾ ''آج ہم انہیں بھول جائیں گے۔'' کی یوں تفسیر کی ہے کہ آج ہم انہیں عذاب میں مبتلا چھوڑ دیں گے۔''

⑦ کبیرہ گناہ پر تکفیر؟:

حدیث (۲۶۲۶) کے تحت لکھتے ہیں:

هٰذَا قَوْلُ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا نَعْلَمُ أَحَدًا كَفَّرَ أَحَدًا بِالزِّنَا أَوِ السَّرِقَةِ وَشُرْبِ الْخَمْرِ .

''اہل علم کا یہی مذہب ہے، ہم نہیں جانتے کہ کسی نے زنا، چوری یا شراب پینے پر کسی کی تکفیر کی ہو۔''

⑧ غیر اللہ کی قسم شرک اصغر ہے:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ .

''جس نے غیر اللہ کی قسم اٹھائی، اس نے کفر یا شرک کیا۔''

(سنن الترمذي: 1535)

اس حدیث کے تحت امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فُسِّرَ هٰذَا الْحَدِيثُ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ: أَنَّ قَوْلَهٗ: فَقَدْ كَفَرَ

أَوْ أَشْرَكَ، عَلَى التَّغْلِيظِ، وَالحُجَّةُ فِي ذٰلِكَ حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ عُمَرَ يَقُولُ: وَأَبِي وَأَبِي، فَقَالَ: أَلَا إِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ، وَحَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: مَنْ قَالَ فِي حَلِفِهِ وَاللَّاتِ، وَالعُزّٰى فَلْيَقُلْ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، هٰذَا مِثْلُ مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ الرِّيَاءَ شِرْكٌ وَقَدْ فَسَّرَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا﴾(الكهف: 110) الْآيَةَ، قَالَ: لَا يُرَائِي.

''بعض اہل علم کی طرف سے اس حدیث کی یہ تفسیر کی گئی ہے کہ فرمان نبوی: «فَقَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ» سختی پر محمول ہے۔ اس کی دلیل سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے باپ کی قسم اٹھاتے سنا، تو فرمایا: خبردار! بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنے آباء کے نام کی قسم اٹھانے سے منع فرما دیا ہے، اسی طرح سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے لات و عزیٰ کی قسم اٹھائی، وہ لا الٰہ الا اللہ کہے۔ اسی معنی کی ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ریا کاری شرک ہے۔ بعض اہل علم نے آیت: ﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا......﴾ ''پس جو اپنے رب سے ملاقات پر یقین رکھتا ہے، اسے

چاہیے کہ وہ نیک اعمال کرے اور عبادت میں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے۔'' کی تفسیر میں کہا ہے: یعنی وہ (عبادت میں) دکھاوا نہ کرے۔''

⑨ اہل ایمان ابدی جہنمی نہیں:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبْرٍ، وَلَا يَدْخُلُ النَّارَ . يَعْنِي . مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ إِيمَانٍ .

''جس کے دل میں رائی برابر تکبر ہوا، وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا اور جس کے دل میں رائی برابر ایمان ہوا، وہ جہنم میں داخل نہ ہوگا۔''

(سنن الترمذي : 1999)

اس حدیث کے تحت امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي تَفْسِيرِ هٰذَا الْحَدِيثِ : لَا يَدْخُلُ النَّارَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ إِيمَانٍ، إِنَّمَا مَعْنَاهُ لَا يُخَلَّدُ فِي النَّارِ .

''اس حدیث کی تفسیر میں بعض اہل علم نے کہا ہے کہ جس کے دل میں رائے کے دانے برابر بھی ایمان ہوا، وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا، اس کا معنی یہ ہے کہ ہمیشہ کیلئے جہنم میں نہیں رہے گا۔''

خودکشی والی حدیث (۲۰۴۴) کے تحت لکھتے ہیں:

إِنَّ الرِّوَايَاتِ إِنَّمَا تَجِيءُ بِأَنَّ أَهْلَ التَّوْحِيدِ يُعَذَّبُونَ فِي النَّارِ

ثُمَّ يُخْرَجُونَ مِنْهَا وَلَمْ يُذْكَرْ أَنَّهُمْ يُخَلَّدُونَ فِيهَا .

''کئی روایات میں ہے کہ اہل توحید کو جہنم میں عذاب دیا جائے گا، پھر انہیں جہنم سے نکال لیا جائے گا، کسی روایت میں یہ ذکر نہیں ہے کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہیں گے۔''

حدیث (۲۶۳۸) کے تحت لکھتے ہیں:

وَجْهُ هٰذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ العِلْمِ أَنَّ أَهْلَ التَّوْحِيدِ سَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ، وَإِنْ عُذِّبُوا بِالنَّارِ بِذُنُوبِهِمْ فَإِنَّهُمْ لَا يُخَلَّدُونَ فِي النَّارِ .

''بعض اہل علم نے اس حدیث کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ اہل توحید جنت میں داخل ہوں گے، اگر انہیں گناہوں کی وجہ سے جہنم میں عذاب بھی دیا گیا، تو آگ میں ہمیشہ کے لیے نہیں رہیں گے۔''

(۱۰) کفر، دون کفر:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ .

''مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے اور اس سے لڑائی کرنا کفر ہے۔''

(سنن الترمذي: 2635)

اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

مَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيثِ : قِتَالُهُ كُفْرٌ، لَيْسَ بِهِ كُفْرًا مِثْلَ الْاِرْتِدَادِ

عَنِ الْإِسْلَامِ، ...... غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا : كُفْرٌ دُونَ كُفْرٍ، وَفُسُوقٌ دُونَ فُسُوقٍ .

''حدیث نبوی: ''مسلمان سے لڑائی کرنا کفر ہے۔'' کا معنی یہ ہے کہ یہ اسلام سے مرتد ہونے والا کے کفر جیسا کفر نہیں ہے۔......کئی اہل علم نے کہا ہے کہ کفر کے بھی مراتب ہیں اور فسق کے بھی۔''

⑪ عملی نفاق:

جس حدیث (۲۶۳۲) میں منافق کی علامات ذکر ہوئی ہیں، اس کے تحت لکھتے ہیں:

إِنَّمَا مَعْنٰى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ نِفَاقُ الْعَمَلِ، وَإِنَّمَا كَانَ نِفَاقُ التَّكْذِيبِ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''اہل علم کے نزدیک اس نفاق سے مراد عملی نفاق ہے۔ نفاق تکذیب (اعتقادی نفاق) تو صرف عہد نبوی میں تھا۔''

ائمہ محدثین کا علم ہماری دلیل ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے علم کی برکت اور خیر سے بہرہ مند فرمائے اور محدثین کے عقیدہ پر گامزن رکھے۔